***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Religious and Academic Role of Maulana Miyan Saadullah Kaka Khel in the Promotion of Islamic Sciences: A Research and Historical Study

ترویجِ علومِ اسلامیہ میں مولانا میاں سعد اللہ کاکاخیل کا دینی وعلمی کردار: ایک تحقیقی وتاریخی مطالعہ

Dr. Loqman Ahmad
Lecturer, department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
Loqman550@gmail.com
Dr. Muhammad Dawood Khan
Lecturer, Department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
muhammaddawoodkhan749@gmail.com
Sayed Ihtisham Ul Haq
Lecturer, department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
sayedihtisham1991@gmail.com

Abstract
This research paper critically evaluates the religious and academic contributions of Maulana Mian Saadullah Kakakhel to the promotion of Islamic sciences, addressing a significant void in contemporary Islamic historiography. Despite the profound depth and transformative impact of his scholarly endeavors, Maulana Kakakhel's legacy remains largely obscured, with very limited recognition among modern researchers and the wider academic community. This study employs a qualitative and analytical approach to systematically unearth his invaluable pedagogical methodologies, written treatises, and institutional reforms, aiming to bring his overlooked achievements to the forefront of mainstream Islamic scholarship. The investigation highlights that several of his rare manuscripts and classical writings possess immense intellectual value yet urgently require rigorous, high-level academic research and critical editing. By analyzing contextual historical accounts and surviving textual records, this paper demonstrates how his structured approach to teaching the Quran, Hadith, and Islamic jurisprudence effectively bridged traditional orthodoxy with societal reformation. Ultimately, this research serves as a foundational effort to rescue his intellectual heritage from obscurity, asserting that a revival of interest in his works is essential for a comprehensive understanding of regional socio-religious dynamics. This paper concludes with a strong call to action for contemporary scholars to engage in dedicated textual criticism of his undocumented books to enrich modern Islamic academic literature.

Keywords: *Maulana Mian Saadullah Kakakhel, Islamic Sciences, Academic Legacy, Forgotten Scholars, , Manuscript Research, Religious Historiography.*

مقدمہ

بیسویں صدی کا آغاز امتِ مسلمہ کے لیے ایک کڑا امتحان ثابت ہوا، جب عالمِ اسلام ہمہ جہت زبوں حالی اور فکری انتشار کا شکار تھا۔ استعماری طاقتیں اور باطل قوتیں دینِ مبین کی اساس کو متزلزل کرنے کے لیے شب وروز

سرگرمِ عمل تھیں اور انہیں یہ زعمِ باطل تھا کہ وہ اسلام کی ضیا کو ماند کر کے دنیا پر اپنی تہذیب مسلط کر دیں گی، حالانکہ اللہ رب العزت کا اٹل فیصلہ ہے: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾[1] ترجمہ: "وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر نہیں رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے"۔

قدرت کا فیصلہ یہی تھا؛ ایک طرف جہاں اسلام دشمنی عروج پر تھی، وہیں دوسری جانب امتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر مخلصانہ جدوجہد کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ اسی پر آشوب دور میں علمائے حق نے اسلام کی سربلندی اور تحفظِ دین کے لیے مدارس و جامعات کا سنگِ بنیاد رکھا، تاکہ ایسے رجالِ کار تیار کیے جا سکیں جو فکری و نظریاتی محاذ پر اسلام کا دفاع کر سکیں۔ یہ علمائے ربانی دراصل اس نبوی مہم کے امین تھے۔ اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی 'دارالعلوم دیوبند' کا قیام تھا، جو علم و عرفان کا ایسا مرکز بن کر ابھرا جس نے پوری دنیا، بالخصوص برصغیر پاک و ہند کے تشنگانِ علم کو سیراب کیا۔ دیوبند کے علوم و فنون کی شہرت سے متاثر ہو کر علم دوست حضرات نے جوق در جوق اس علمی آستانے کا رخ کیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حقیقی رفعت علم ہی سے ممکن ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کا فرمان ہے: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾[2] ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔

بہر حال صوبہ خیبر پختونخوا کی زرخیز سرزمین، بالخصوص ضلع 'نوشہرہ' اس حوالے سے ہمیشہ ممتاز رہا ہے، جس نے نامور دینی، ادبی اور ملی شخصیات کو جنم دیا۔ انہی عبقری شخصیات میں ایک نمایاں نام حضرت مولانا میاں سعد اللہ کاکاخیلؒ کا ہے، جو علمی میدان میں ایک بلند مقام و مرتبے کے حامل ہیں۔ آپؒ نے دارالعلوم دیوبند سے کسبِ فیض کرنے کے بعد اپنی زندگی اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمتِ دین کے لیے وقف کر دی۔ آپؒ کا وجودِ مسعود اس نبوی بشارت کا مصداق تھا کہ: "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ "[3] ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی گہری سمجھ (فقہ) عطا کر دیتا ہے۔

---

[1]۔ سورۃ التوبہ: 32۔
[2]۔ سورۃ المجادلہ:17۔
[3]۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل(265ھ)،صحیح البخاری،کتاب العلم،باب من یرداللہ۔۔،رقم الحدیث:71۔

آپؒ کا علمی سفر اور دینی خدمات اس خطے کی تاریخ کا وہ روشن باب ہیں جنہوں نے معاشرے کی نظریاتی تطہیر اور اصلاحِ احوال میں کلیدی کردار ادا کیا۔

مولانا میاں محمد سعد اللہؒ کاکاخیل کا تعارف اور نسب:

"سعد اللہ عبد اللہ بن ابراہیم بن رحمت شاہ بن عمر بن عوث الدین بن قیاس الدین بن ضیاء الدین بن کستیر گل المعروف بہ شیخ رحمکار (حضرت کاکا صاحب) جو کہ خیبر پختونخواہ ضلع نوشہرہ کے بزرگ عالم دین اور ایک مشہور صوفی ہو گزرے ہیں۔ نوشہرہ کی اس مردم خیز سرزمین کی روحانی و علمی شہرت میں سب سے نمایاں نام شیخ رحمکارؒ (المعروف بہ حضرت کاکا صاحب) کا ہے، جو سولہویں صدی عیسوی کے ایک عظیم المرتبت صوفی، مصلح اور عالمِ دین تھے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب ساداتِ ترمذی سے ملتا ہے اور آپ پختونخوا کے ان اکابرین میں سے ہیں جن کا فیض صدیوں سے اس خطے میں جاری و ساری ہے "[4]

"حضرت محمد سعد اللہ کاکا خیلؒ کا تعلق خیبر پختونخواہ کے ضلع مردان علاقہ ساولڈھیر سے تھا میاں صاحب کے والد محترم کاکا صاحب زیارت چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے۔ لیکن مولانا میاں سعد اللہ صاحبؒ 1323ھ /1902ء کو کاکا صاحب زیارت نوشہرہ میں پیدا ہوئے اور وہاں پلے بڑھے آپ کے والد صاحب کا انتقال 24ذی قعدا1335ھ کو ہوا، تب آپ کی عمر12سال تھی" [5]۔

علمی سفر کا آغاز:

" مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ کی نشوونما ایک ایسے مثالی علمی و روحانی ماحول میں ہوئی جہاں تقویٰ اور علم کی روایت نسل در نسل چلی آ رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بچپن ہی سے دینی علوم کے حصول کی تڑپ اپنے اندر محسوس کی۔ خاندانی روایت کی پاسداری کرتے ہوئے آپ نے علومِ اسلامیہ کی تحصیل کے لیے کمرِ ہمت کا لی اور علم کی پیاس بجھانے کے لیے ابتدائی اسباق اپنے والدِ محترم اور مولانا عبد اللہ سے حاصل کیے۔ والدِ ماجد کے وصال کے بعد آپ کی علمی آبیاری کی ذمہ داری آپ کے برادرانِ اکبر، مولانا عبید اللہ اور مولانا حمد اللہ نے سنبھالی، جن کے زیرِ سایہ آپ نے تعلیم کے ابتدائی مراحل طے کیے۔

[4] رسالۃ وفاق المدارس شما رہ نمبر ۱ ،ستمبر 2018ص18-
[5]۔ ڈائری سعد اللہ بن عبد اللہ ،ص237-

تحصیلِ علم کا یہ شوق آپ کو گھر کی دہلیز سے نکال کر اس وقت کے عظیم علمی مراکز کی جانب لے گیا۔ آپ نے اس عہد کے معروف علمی گہواروں رام پور، سہارنپور اور دیوبند کا سفر کیا اور وہاں کے جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ آپ کی علمی جلا اور محنت کا ثمر 1349ھ (مطابق 1931ء) میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کی صورت میں نکلا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک محض 26 برس تھی، جب آپ نے 'شہادۃ العالمیہ' کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا"[6]۔

دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران آپ نے تفسیرِ قرآن، احادیثِ مبارکہ، فقہ اسلامی، علمِ نحو، علمِ معانی اور علمِ کلام جیسے پیچیدہ فنون میں مہارت حاصل کی۔ آپ محض کتابی علم تک محدود نہیں رہے، بلکہ آپ کی شخصیت میں خودداری اور ہنر مندی کا رنگ بھی نمایاں تھا؛ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے 'جلد سازی' اور 'فنِ کتابت (Calligraphy) 'میں بھی کمال حاصل کیا، جو آپ کی کثیر الجہت شخصیت اور علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے"۔[7]

مولانا سعد اللہ کاکاخیل کے مشہور اساتذہ و تلامذہ:

اساتذہ:

حضرت میاں صاحبؒ کی علمی پیاس اور حصولِ علم کے لیے بادیہ پیمائی (سفر) کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے علم کی جستجو میں کسی ایک مقام یا ایک ہی مکتب پر اکتفا نہیں کیا۔ آپ کے علمی اسفار کی وسعت اور مختلف مراکزِ علم سے فیض یابی اس بات کی غماز ہے کہ آپ کے اساتذہ، شیوخ اور مربیوں کی فہرست غیر معمولی طور پر طویل ہے۔ آپ نے اپنے عہد کے یگانہ روز گار علماء اور فنونِ اسلامیہ کے ماہرین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت میں متنوع علمی رنگ جھلکتے ہیں۔ اگرچہ ان تمام قد آور شخصیات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں جن سے آپ نے اکتسابِ فیض کیا، تاہم علمی مناسبت اور استفادے کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم ذیل میں ان کے چند نہایت اہم، جلیل القدر اور شہرہ آفاق اساتذہ کا تذکرہ کر رہے ہیں جن کی تربیت نے آپ کی علمی و روحانی شخصیت کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کیا۔

[6]۔حوالہ سابقہ
[7]۔ انٹرویو : بزبان میاں محمد طارق صاحب (نواسہ مولانا میاں صاحبؒ)

حضرت مولانا میاں عبد اللہؒ: "حضرت مولانا میاں صاحبؒ نے ابتدائی اسباق کی شروعات اپنے والد محترم مولانا میاں عبد اللہؒ سے کی مولانا عبد اللہؒ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور شاعر تھے ۔مولانا عبد اللہؒ کے بہت سے تصانیف لکھیں جو کہ ابھی تک غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ایک نایاب تصنیف ''تفسیر حسنی'' ہے جو کہ دراصل ''تفسیر حسینی'' کا پشتو زبان میں ترجمہ اور اس پر مختصر حاشیہ ہے۔حضرت مولانا میاں عبد اللہ فراغت کے بعد ۵۸ کے سال تک درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ رہیں اور ۱۹۱۷ء کو آپ وفات پاکر زیارت کاکا صاحبؒ میں دفن ہوئے"۔[8]

حضرت مولانا عبید اللہؒ:" میاں مولانا عبید اللہ صاحب، مولانا سعد الدین کے بڑے بھائی تھے۔چونکہ علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہوئے تمام بھائی عالم تھے۔مولانا عبید اللہ ۱۳۰۷ھ میں زیارت کاکا صاحب ضلع نوشہرہ میں پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیم اپنے باپ مولانا عبد اللہ سے حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دیوبند گئے اور وہاں شیخ الہندؒ کی شرف تلمند حاصل کی۔وہاں سے دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔فراغت کے بعد مولانا درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے شعبہ سے وابستہ رہیں۔مولانا مرحوم نے علم منطق کے نایاب کتاب سلم العلوم کی شرح لکھی ۔اس کے ساتھ ساتھ بدایۃ النحو کے نام سے ہدایۃ النحو کی بھی شرح لکھی۔اپ ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۴ء کو وفات پائے" ۔[9]

مولانا میاں حمد اللہؒ: "مولانا میاں حمد اللہؒ بھی مولانا سعد اللہؒ کے بڑے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے استاد رہے۔مولانا مرحوم ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے اور ۱۹ سال کے عمر میں تمام علوم و فنون سے فراغت حاصل کی اکثر فنون و درسیات اپنے والد محترم سے پڑھی، فراغت کے بعد اپنے والد محترم کے ساتھ تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اخر وقت تک پڑھاتے رہے۔مولانا مرحوم نے بھی مختلف تصانیف تحریر کی تھی۔جس میں شرح کلمہ طیبہ، ''رسالہ ازالتہ الاوہام'' شامل ہے لیکن افسوس یہ کتابیں غیر مطبوعہ صورت میں اب تک موجود ہے۔مولانا کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا عزیر گل فاضل دیوبند اسیر مالٹا بھی قابل ذکر ہے

[8]۔ ڈاکٹر ،حافظ قاری فیوض الرحّمن ،مشاہر علماء سرحد ،مجلس نشریات اسلام کراچی -1998ء ، ص88-

[9]۔ مشاہیر علماء سرحد ص129-

۔مولانا اپنے جوانی کے جوبن میں تھے اور علوم وفنون میں انہماک کے ساتھ 12 سال تک تدریس کی، لیکن زندگی ساتھ نہ دینے کے وجہ ۳۱سال کی عمر میں دامن بحق ہوئے"[10]۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ: " مولانا سعد اللہ نے حضرت تھانویؒ کی شرف تلمند بھی حاصل کی تھی۔ حضرت تھانویؒ 12 ربیع الاول 19 مارچ 1863ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے دینی علوم کی طرف مائل تھے۔ ابتدائی تعلیم میرٹھ میں پائی۔ حافظ حسین علی دہلوی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر تھانہ بھون آکر مولانا فتح محمد سے عربی اور فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں دیوبند پہنچ کر باقی نصاب کی تکمیل مولانا منفعت علی سے کی اور فارسی زبان میں پورا عبور حاصل کیا۔ 1295ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ 1301ھ /1884ء میں فارغ التحصیل ہو کر کانپور کے مدرسہ فیض عالم میں تدیس کا کام شروع کیا۔ مدرسہ جامع العلوم قائم کیا۔ 1307ھ /1890ء میں دبارہ حج کے لیے تشریف لے گئے اور کئی ماہ اپنے مرشد کی خدمت میں رہے۔ واپس لوٹنے کے چند سال بعد 1315ھ /1898ء میں عمر بھر کے لیے تھانہ بھون میں سکونت پذیر ہو گئے"۔[11]

مولانا حسین احمد مدنیؒ: "مولانا سعد اللہؒ نے دیوبند میں حضرت مدنیؒ سے دورہ حدیث کی کتابیں پڑھی۔ مولانا مدنیؒ 19 شوال 1296ھ /16 اکتوبر 1879ء میں ہندوستان کے حبیب اللہ نامی شخص کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ حسینی سید ہیں۔ مورث اعلیٰ کا نام شاہ نور الحسن تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی جو بلند پایہ بزرگ اور عالم دین تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ دیوبند میں جن اساتذہ سے آپ نے علم حاصل کیا ان میں مولانا محمود الحسن، مولانا ذو لفقار علی، مولانا عبد العلی محدث دہلوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مفتی عزیز الرحمٰن اور مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی شامل ہیں۔ تحصیل علم کے ساتھ ہی آپ نے مدینہ منورہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ 1318ھ /1900ء میں ہندوستان تشریف لائے۔ دو سال یہاں قیام کیا 1320ھ /1906ء میں واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔ اس مرتبہ کا حلقہ درس بہت وسیع ہوا، اور طلباء کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ دور دراز کے ممالک سے تشنگان علم آپ کے حلقہ درس

[10]۔مشاہیر علماء سرحد ص78۔

[11]۔سید قاسم محمود ،اسلامی انسا ئیکلو پیڈیا ،الفیصل غزنی ،اردو بازار لاہور ، ایڈیشن :2013،ج ۱،ص273۔

میں شرکت کرنے لگے۔ آپ کے درس کی شہرت عرب کے علاوہ دیگر ممالک تک جا پہنچی، چوبیس سال کی عمر میں آپ کو شیخ العرب والعجم کے لقب سے نوازا گیا"۔[12]

مولانا اعزاز علیؒ: "محمد اعزاز علی امروہوی "دار العلوم دیوبند" کے مایہ ناز فاضل، مفسر، محدث، فقیہ اور ادیب تھے اور تمام ہی علوم میں انھیں یکساں کمال حاصل تھا، صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے، قلمی فیضان آج تک جاری و فیض رساں ہے، نہایت متواضع شخصیت کے حامل، خلوص وللّٰہیت کے پیکر اور علم پر خود کو فدا کرنے کی اپنی مثال آپ تھے۔ 30ذی الحجہ 1299ھ کو ضلع بدایوں میں ولادت ہوئی۔ متوسطات کی تعلیم کے بعد 1316ھ میں دار العلوم دیوبند آیے، 1321ھ میں دار العلوم سے فراغت پائی۔ فراغت کے بعد فوراہی مدرسہ نعمانیہ پورینی ضلع بھاگلپور (بہار) بھیج دیا گیا، جہاں 7 سال درس دیا، وہاں سے شاہجہاں پور آکر ایک مسجد میں مدرسہ افضل المدارس کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا اور وہاں درس دینے لگے، یہاں تین سال نہایت کامیابی سے درس دیا، 1330ھ میں دار العلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس تقرر ہوا، اور پہلے سال میں عربی کی ابتدائی کتابیں علم الصیغہ اور نور الایضاح وغیرہ پڑھانے کو دی گئیں۔ دیوبند میں مولانا سعد اللہ کاکاخیلؒ، مولانا مرحوم کے علوم سے بہرور ہوتے تھے"۔[13]

تلامذہ:

مولانا سعد اللہؒ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ مسندِ تدریس پر جلوہ افروز گزرنے کے باعث آپ کے علمی فیوض کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ آپ نے ایک طویل عرصے تک قال اللہ اور قال الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صدائیں بلند کیں، جس کے نتیجے میں علم کے بے شمار پیاسے آپ کے چشمہِ فیض سے سیراب ہوئے۔ آپ کی آغوشِ تربیت نے ایسے جید علماء، محققین اور مخلص طلبہ تیار کیے جنہوں نے بعد ازاں دینِ حنیف کی اشاعت اور ترویج میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست اگرچہ بہت طویل ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ آسمانِ علم کا درخشندہ ستارہ ہے، تاہم اختصار کو

---

[12]۔ سید قاسم محمود ،اسلامی انسا ئیکلو پیڈیا ،الفیصل غزنی ،اردو بازار لاہور، ج2،ص873

[13]۔ لقمان احمد،فیوض الباری لاصول الشاشی کا اردو ترجمہ اور تحقیق و تعلیق،ایم فل مقالہ علوم اسلامیہ ،اسلامیہ کلاج پشاور،ص45۔

مد نظر رکھتے ہوئے ان میں سے چند ایسی ممتاز اور جلیل القدر شخصیات کا تذکرہ ذیل میں پیشِ خدمت ہے جنہوں نے علمی و عملی میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

مولانا میاں جناب: "مولانا میاں جنابؒ، مولانا سعد اللہؒ کے نہایت قریبی اور ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے علوم وفنون کی مروجہ تعلیم کا بڑا حصہ اپنے اسی شفیق استاد، مولانا سعد اللہؒ سے حاصل کیا۔ حصولِ علم سے فراغت کے بعد، اپنے استادِ محترم کے مشورے اور ایما پر انہوں نے تدریس کے شعبے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔

مولانا میاں جنابؒ محض ایک جید عالمِ دین ہی نہ تھے، بلکہ پشتو اور فارسی زبان پر بھی آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور آپ ان دونوں زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کا تعلق زیارت کاکا صاحب کے ایک معزز 'میاں خاندان' سے تھا، جہاں آپ کو ایک نمایاں مقام حاصل تھا۔ علمی و تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف کے میدان میں بھی آپ کے قلم نے جوہر دکھائے۔ آپ کی علمی یادگاروں میں 'علاج الاطفال' (طب)، 'دعائے سریانی' اور آپ کا شعری مجموعہ 'دیوانِ میاں جناب' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں"۔[14]

مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیلؒ: " مفتی سیاح الدینؒ، مولانا سعد اللہؒ کے انتہائی قریبی اور ہونہار شاگردوں میں شامل تھے۔ آپ کی ولادت 8 شوال 1334ھ (بمطابق 8 اگست 1916ء) کو ضلع پشاور (موجودہ ضلع نوشہرہ) کے تاریخی قصبے زیارت کاکا صاحب میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ نصرۃ الاسلام سے حاصل کی اور بعد ازاں سرکاری لوئر مڈل اسکول میں زیرِ تعلیم رہے، جہاں سے 1930ء میں اپنی تعلیم مکمل کی۔

تعلیمی مراحل طے کرنے کے

بعد آپ جامع مسجد زیارت کاکا صاحب میں امامت و خطابت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اسی دوران آپ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ، مولانا قاضی عبد السلام صاحب سے صرف، نحو، ادب اور منطق جیسی بنیادی و ثانوی کتب پڑھیں۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے آپ نے مولانا عبد الحق نافع گل صاحب سے بھی اکتسابِ فیض کیا اور پھر 1933ء تک مسلسل مولانا سعد اللہ کاکاخیلؒ (فاضل دیوبند) کی نگرانی میں علمی مدارج طے

[14] مولانا میاں جناب، دیوان میاں جناب ، ، اداره اشاعت قصہ خوانی پشاور ، ص -ج(دیباچہ) .

کرتے رہے۔ بالآخر 1352ھ میں اپنے استاد مولانا عبد الحق نافع کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند کا رختِ سفر باندھا اور وہاں کے نامور اساتذہ کی زیرِ نگرانی تمام مروجہ علوم وفنون میں کمال حاصل کیا"۔[15]

مولانا سید انوار الحقؒ: "آپ 1920ء میں ضلع پشاور کی تحصیل نوشہرہ (نوشہرہ اس وقت پشاور ضلع کا ایک تحصیل ہوا کرتا تھا) کے علاقے 'زیارت کاکاخیل' میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے جید علماء سے حاصل کی اور مولانا سعد اللہؒ کے منظورِ نظر اور خاص شاگردوں میں شمار ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم کی جستجو آپ کو دارالعلوم دیوبند لے گئی، جہاں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دیگر نامور اساتذہ کی زیرِ نگرانی دورہ حدیث مکمل کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔

تعلیمی مراحل سے فراغت کے بعد آپ نے تدریس کو اپنا پیشہ بنایا اور کچھ عرصہ اسلامیہ کالجیٹ پشاور میں خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں، آپ کا تقرر بطور لیکچرار اسلامیات ہوا، جس کے دوران آپ گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد سے بھی وابستہ رہے۔ ایک طویل عرصہ علم کی شمع روشن کرنے کے بعد، 1968ء میں دورانِ ملازمت ہی آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے"۔[16]

مولانا تقویم الحق کاکاخیل: "سید تقویم الحق کاکاخیل۔ پروفیسر ادیب اور شاعر، پیدائش ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء، فاضل دیوبند ۱۹۴۶ء، ایم اے پشتو گولڈ میڈل ۱۹۶۱، تمغۂ امتیاز ۱۹۸۶۔ گورنمنٹ کالج پشاور کے پرنسپل رہیں ہے ۔۱۲ کتابیں شائع شدہ ۸ اور کتابیں زیر طبع ہیں۔ اور اکثر دینی علمی کتب میں مولانا میاں سعد اللہؒ کے شاگرد رہے"۔[17]

میاں محمد سعد اللہ کاکاخیلؒ کا علمی مقام و دینی خدمات

دارالعلوم دیوبند کا یہ طرۂ امتیاز اور تاریخی خاصہ رہا ہے کہ اس عظیم درسگاہ سے فیض پانے والے اور فارغ التحصیل علماء محض نظریاتی علم تک محدود نہیں رہتے، بلکہ عملی میدان میں دینِ متین کی سربلندی اور ترویج و اشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر

[15]. قاری، ڈاکٹر فیوض الرحمٰن، مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی، ص549۔

[16]. حوالہ سابقہ ص376۔

[17]۔ملخص از مشاہیر علماء دیوبند، ڈاکٹر کرنل فیوض الرحمان، فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور، جلد2ص69۔

دیتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کی فکر اور تربیت بھی اسی مخلصانہ سوچ کی عکاس تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ علم کے اس عظیم مرکز سے سندِ فضیلت حاصل کر کے لوٹے، تو آپ نے کسی دنیاوی آسائش یا عہدے کے بجائے درس و تدریس کے مقدس شعبے کا انتخاب کیا۔

آپ کا تدریسی سفر محض ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک مشن تھا، جس کا مقصد قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا اور آنے والی نسلوں کی ذہنی و اخلاقی آبیاری کرنا تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی صداؤں سے معمور رکھی اور مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہو کر تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ حیاتِ مستعار کے آخری ایام تک آپ کی یہ علمی و تدریسی سرگرمیاں بغیر کسی تعطل کے جاری رہیں۔ آپ نے انتہائی استقامت کے ساتھ علومِ نبوت کی خدمت کی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ دینِ اسلام کی تعلیمی بساط بچھانے میں صرف کر دیا، جس کے نقوش آج بھی آپ کے شاگردوں کی صورت میں موجود ہیں۔

تعلیمی و تدریسی خدمات:

جامعہ نصرت الاسلام (زیارت کاکا صاحب) میں تدریسی آغاز: " حضرت میاں صاحبؒ نے اپنی تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز اپنے آبائی گاؤں کے معروف دینی ادارے 'جامعہ نصرت الاسلام' (زیارت کاکا صاحب) سے کیا۔ یہ ان کے علمی سفر کا پہلا سنگِ میل تھا جہاں انہوں نے کئی سالوں تک نہایت جانفشانی اور یکسوئی کے ساتھ درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس دور میں آپ کی علمی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور مقامی طلبہ کی ایک بڑی تعداد نے آپ کے علم سے استفادہ کیا۔ آپ کا یہ طویل قیام جہاں مدرسے کی ترقی کا باعث بنا، وہیں آپ کی تدریسی مہارت اور جلالتِ علمی کے نقش بھی یہاں گہرے ہوتے گئے "[18]۔

مدرسہ اسلامیہ پنجاب میں خدمات: " اپنی جائے پیدائش پر خدمات انجام دینے کے بعد، میاں صاحبؒ نے علمی آفاق کو وسعت دینے کے لیے پنجاب کا رخ کیا۔ اگرچہ تاریخی ریکارڈ میں اس مخصوص مدرسے کا نام حتمی طور پر محفوظ نہیں رہ سکا جہاں آپ نے تدریس کی، تاہم قرائن اور دستیاب شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ نے وہاں ایک عرصہ گزارا۔ آپ کے بعض مکتوبات سے بھی یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ اس دوران آپ

---

[18]۔ لقمان احمد،فیوض الباری لاصول الشاشی کا اردو ترجمہ اور تحقیق و تعلیق،ایم فل مقالہ علوم اسلامیہ ،اسلامیہ کلاج پشاور ،ص48۔

پنجاب کے کسی علمی مرکز میں تعلیم و تعلم کی سرگرمیوں میں مصروف رہے اور وہاں کے علمی حلقوں میں بھی آپ کے درس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا"[19]۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (انڈیا) سے دعوت اور علمی مکاتبت: میاں صاحبؒ کی تدریسی شہرت سرحدوں کو پار کر چکی تھی، جس کا واضح ثبوت بھارت کے ضلع سورت میں واقع مشہورِ زمانہ دینی درسگاہ 'جامعہ اسلامیہ ڈابھیل' سے موصول ہونے والے وہ خطوط ہیں جو آج بھی محفوظ ہیں۔ ان خطوط میں وہاں کی انتظامیہ نے میاں صاحبؒ کو اپنے ہاں منصبِ تدریس سنبھالنے کی باقاعدہ دعوت دی تھی۔ اس کے جواب میں میاں صاحبؒ نے اپنی مصروفیت اور علمی دیانت کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا: "تعلیمی سال اپنے وسط میں ہے اور اس وقت میں پنجاب کے ایک مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں، لہٰذا اس سال معذرت خواہ ہوں؛ البتہ ممکن ہے کہ اگلے برس میں آپ کی دعوت پر وہاں حاضر ہو سکوں"[21][20]۔ لیکن تاریخ اس حوالے سے خاموش ہے کہ آیا آپ بعد ازاں ڈابھیل تشریف لے گئے یا نہیں، لیکن یہ مکاتبت آپ کی بین الاقوامی علمی ساکھ کی بہترین عکاس ہے۔[22]

تصنیفی خدمات:

مولانا میاں صاحبؒ جہاں مسندِ تدریس کے بے تاج بادشاہ اور فنِ تعلیم کے شہسوار تھے، وہاں میدانِ تحریر و تصنیف میں بھی آپ کا قلم سحر انگیز تھا۔ آپ نے اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کو محض تقاریر اور دروس تک محدود نہیں رکھا، بلکہ قیمتی علمی جواہر پاروں کو صفحۂ قرطاس پر بکھیر کر آنے والی نسلوں کے لیے ایک گراں قدر علمی ورثہ چھوڑا۔

آپ کی تصانیف کا تنوع اور ان کی علمی گہرائی آپ کے تبحرِ علمی اور فکری رسوخ کی بین دلیل ہے۔ جب کوئی صاحبِ ذوق ان کتب کا مطالعہ کرتا ہے، تو اسے میاں صاحبؒ کے بلند علمی مقام، وسعتِ مطالعہ اور باریک بینی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے انتہائی پیچیدہ علمی مسائل کو اپنی تحریروں کے ذریعے سہل اور عام فہم بنایا۔ آپ کی ہمہ جہت علمی خدمات اور تصنیفی شاہکاروں کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیشِ خدمت ہے:

---

[19] حوالہ سابقہ،ص49۔

[21]۔ یہ خطوط راقم کو میاں صاحب کے نواسے میاں محمد طارق شاہ کے مددسے ان کے ذاتی لائبریری میں دیکھنے کو ملے۔

[22]۔ لقمان احمد،فیوض الباری لاصول الشاشی کا اردو ترجمہ اور تحقیق و تعلیق،ایم فل مقالہ علوم اسلامیہ ،اسلامیہ کلاج پشاور،ص50۔

(1) مر آۃ الحدیث (افاداتِ مدنیؒ): یہ علمی شاہکار شیخ العرب والعجم، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ان دروسِ ترمذی کا نچوڑ ہے جو آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دیے۔ مولانا میاں صاحبؒ نے ان قیمتی دروس کو نہ صرف قلمبند کیا بلکہ انہیں نہایت عرق ریزی سے علمی نکات کے ایک جامع مجموعے کی شکل دی۔ اس علمی ذخیرے کی تالیف کا کام 16 شعبان المعظم 1349ھ کو دارالعلوم دیوبند کے مبارک ماحول میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہ کتاب حضرت مدنیؒ کے علوم و معارف کو سمجھنے کے لیے ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور مؤلف کے علمی ذوق اور باریک بینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(2) تبیین المعانی فی اصول المعانی: یہ گراں قدر تصنیف علمِ اصولِ فقہ کی شہرہ آفاق اور فنّی کتاب "الحسامی" کی ایک جامع اور بصیرت افروز شرح ہے۔ مولانا میاں صاحبؒ نے اس کتبے کی گتھیوں کو سلجھانے اور اس کے غوامض کو عام فہم بنانے کے لیے یہ شرح تحریر فرمائی۔ اس علمی خدمت کی تکمیل ۱۶ ذی القعدہ ۱۳۴۷ھ کو مردان میں قیام کے دوران ہوئی۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ عصری تعلیمی و تحقیقی حلقوں میں اس کی افادیت آج بھی برقرار ہے، یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں اس پر جدید خطوط پر تحقیقی کام (Research Work) بھی کیا گیاہے تاکہ اس کے علمی ثمرات سے دورِ حاضر کے تشنگانِ علم بھرپور طریقے سے مستفید ہو سکیں۔

(3) نھایۃ الادراک: علمِ نحو (عربی گرائمر) کے میدان میں مولانا سعد اللہ کاکاخیل کی تدریسی و تصنیفی خدمات کا ایک نمایاں اور زندہ ثبوت یہ مایہ ناز کتاب ہے۔ یہ تصنیف دراصل علامہ ابنِ حاجب کی شہرہ آفاق اور مشکل سمجھی جانے والی بنیادی کتاب "الکافیہ" کی ایک انتہائی سلیس، منظم اور عام فہم شرح ہے۔ مولانا نے اس گراں قدر دینی و علمی شاہکار کو 26 شعبان المعظم 1348 ہجری (بمطابق 27 جنوری 1930ء) کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ کتاب دقیق نحوی قواعد اور پیچیدہ گرائمر کے مسائل کو آسان اور سلجھے ہوئے انداز میں پیش کرنے کی وجہ سے معاصر علمی حلقوں میں ان کی گہری علمی بصیرت اور تدریسی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(4) حاشیۃ علی الرسالۃ القطبیۃ: علمِ منطق کی تفہیم کو آسان بنانے کے لیے مولانا سعد اللہ کاکاخیل نے ایک گراں قدر علمی شاہکار خلق کیا، جسے "حاشیۃ علی الرسالۃ القطبیۃ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ تصنیف دراصل منطق کی بنیادی اور مشکل ترین کتاب "قطبی" کی ایک نہایت سلیس اور عام فہم شرح ہے۔ 15 شوال

1349 ہجری کو مرتب ہونے والی یہ شرح طالب علموں کے لیے پیچیدہ منطقی اصولوں کو سمجھنے کا ایک بہترین اور مستند ذریعہ ہے

(5) نظام العلوم: اپنے اساتذہ کے فکری و علمی ورثے کی حفاظت اور ترویج کے سلسلے میں "نظام العلوم" مولانا سعد اللہ کاکاخیل کی ایک یادگار تحریری خدمت ہے۔ یہ تصنیف اصلاً دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز استاذ اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے ان قیمتی افادات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے "شمائلِ ترمذی" کی تدریس کے دوران ارشاد فرمائے۔ میاں صاحب نے ان مرویات اور دروس کو انتہائی عرق ریزی کے ساتھ خود قلم بند کیا، جس کا سالِ تالیف 1349 ہجری (بمطابق 1930ء/1931ء) ہے۔ علمِ حدیث اور سیرت کے میدان میں یہ کتاب اکابرینِ دیوبند کے تدریسی منہج اور تفہیمی طرزِ عمل کی ایک شاندار اور واضح عکاس ہے۔

(6) التعلیق المنیف علی حاشیۃ میر سید سند الشریف علی القطبی: علمِ منطق کے دقیق مباحث کو سمجھنے کے لیے مولانا سعد اللہ کاکاخیل کا یہ رسالہ ایک کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ میاں صاحب کی یہ تالیف دراصل میر سید سند الشریف رحمہ اللہ کے ان علمی حواشی پر مستند تعلیقات کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے مشہورِ زمانہ درسی کتاب "قطبی" پر لکھے تھے۔ اس تصنیف کے ذریعے مولانا نے منطق کے مشکل ترین اصولوں اور گتھیوں کو سلجھا کر طالب علموں اور محققین کے لیے تفہیم کی نئی راہیں کھولیں۔

(7) ریاض الازھار فی جلاء الابصار: علم وادب کی ترویج میں مولانا سعد اللہ کاکاخیل کا ایک بڑا احسان ان کا وہ ترجمہ ہے جو انہوں نے "ریاض الازہار فی جلاء الابصار" کے نام سے مرتب کیا۔ یہ اثر علامہ طوروی رحمہ اللہ کی کتاب "سہو الاخبار فی عشر الانہار" کی ترجمانی پر مشتمل ہے، جس کا سالِ تالیف 27 رمضان المبارک 1361 ہجری ہے۔ اس تصنیف کے ذریعے میاں صاحب نے اصل کتاب کے علمی و تدریسی مضامین کو ایک نئے اور عام فہم پیرائے میں پیش کیا۔

(8) فیوض الباری لاصول الشاشی: مدارس کے نصاب اور تفہیمِ دین کے لیے مولانا سعد اللہ کاکاخیل کا ایک بڑا احسان "فیوض الباری" کی تصنیف ہے۔ یہ تصنیف مخطوط کی شکل میں موجود تھی۔ یہ کتاب اصولِ فقہ کی مرکزی اور بنیادی کتاب "اصول الشاشی" (مصنفہ علامہ نظام الدین الشاشی رحمہ اللہ) کی ایک انتہائی سلیس اور عام فہم تشریح ہے۔ میاں صاحب نے تقریباً تین سال کے طویل عرصے (15 رمضان 1360ھ تا 25 ربیع الاول

1363ھ)کی مستقل محنت کے بعد اس علمی مجموعے کو مرتب کیا، جو طالب علموں کے لیے پیچیدہ فقہی اصولوں کو سمجھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ حال ہی میں اس مخطوط پر اسلامیہ کالج یونیورسٹی میں ایم فل کی ایک علمی تحقیق سامنے ائی ہے۔

حاصل کلام:

علومِ اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں مولانا میاں سعد اللہ کاکاخیل کے دینی
اور علمی کردار کا ایک جامع تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کو مختلف علمی و موضوعاتی جہتوں میں تقسیم کرتے ہوئے، ریسرچ پیپر میں مولانا کا تفصیلی تاریخی تعارف، خاندانی پس منظر اور علمی ارتقا پیش کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی ان کے تعلیمی و علمی اسفار کی مکمل تاریخی روداد قلمبند کی گئی ہے۔ مزید یہ مطالعہ ان کی گراں قدر تدریسی خدمات اور وسیع تصنیفی کارناموں کا گہرا تاریخی جائزہ لیتا ہے، جو کلاسیکی اسلامی متون کی تدریس اور ان کے تحفظ میں مولانا کے منفرد منہج کو نمایاں کرتا ہے۔ ان کے گہرے علمی نقوش کے باوجود، ان کے فکری سرمائے کا ایک بڑا حصہ اب تک مرکزی دھارے کے علمی حلقوں کی نظروں سے اوجھل اور غیر مستعمل رہا ہے۔ اس تحقیق کے نتائج یہ واضح کرتے ہیں کہ مولانا کی بعض نایاب تصانیف اور غیر مطبوعہ قلمی نسخے اس قدر اعلیٰ فکری و علمی معیار کے حامل ہیں کہ وہ یونیورسٹی کی سطح پر ایم فل اور پی ایچ ڈی جیسے اعلیٰ تحقیقی منصوبوں کے لیے انتہائی موزوں اور بہترین موضوع بن سکتے ہیں۔ اپنے دور کے سماجی و مذہبی حالات کے تناظر میں مولانا کی کثیر الجہتی کوششوں کو اجاگر کرتے ہوئے، یہ مقالہ علاقائی اسلامی تاریخ کے ایک بڑے خلا کو پُر کرتا ہے۔ یہ ریسرچ پیپر جہاں ایک طرف ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں دوسری طرف علمی طبقے اور جامعات کے متعلقہ شعبہ جات کے لیے ایک باضابطہ دعوتِ عمل بھی ہے، تاکہ وہ مولانا کاکاخیل کے ان اچھوتے ادبی و علمی کاموں کا باقاعدہ مطالعہ کر کے تحقیق کی نئی راہیں تلاش کریں اور اس علمی خزانے سے بھرپور استفادہ کریں۔

Bibliography

1. Al-Quran Al-Kareem.
2. Diary of Maulana Miyan Saadullah bin Abdullah (Personal Diary).
3. Dr. Hafiz Qari Fiyood-ur-Rehman, *Mashahir-e-Ulama-e-Sarhad*, Majlis-e- Nashriyat-e-Islam, Karachi.

4. Imam Bukhari, Muhammad bin Ismail (256 AH), *Sahih al-Bukhari*, Qadimi Kutub Khana, Lahore.
5. Interview: The researcher conducted an interview with Miyan Muhammad Tariq Sahib (grandson of Maulana Miyan Sahib) regarding the educational journeys and other information of Maulana Miyan Saadullah Kakakhel.
6. Letters of Maulana Miyan Saadullah Kakakhel found in his personal library.
7. Loqman Ahmad, *Fiyood-ul-Bari: Urdu Translation, Research, and Commentary of Usul al-Shashi*, M.Phil Thesis in Islamic Studies, Islamia College Peshawar.
8. Maulana Miyan Janab, *Diwan-e-Miyan Janab*, Idara-e-Ishaat Qissa Khwani, Peshawar.
9. Qari, Dr. Fiyood-ur-Rehman, *Mashahir-e-Ulama-e-Sarhad*, Majlis-e-Nashriyat-e-Islam, Nazimabad, Karachi.
10. Risala Wafaq-ul-Madaris, Issue No. 1, September
11. Sayyid Qasim Mahmud, *Islami Encyclopedia*, Al-Faisal Ghazni, Urdu Bazaar, Lahore, 2013 Edition.
12. Summarized from *Mashahir-e-Ulama-e-Deoband*, Dr. Colonel Fiyood-ur-Rehman, Frontier Publishing Company, Urdu Bazaar, Lahore.